خاکہ نگاری

خاکہ نثری ادب کی ایک اہم صنف ہے۔ انگریزی میں خاکے کو اسکیچ (Sketch) یا پین پورٹریٹ کہتے ہیں۔ اس کا فن غزل اور افسانے کے فن سے بہت مشابہت رکھتا ہے۔ کیونکہ اختصار اس کی بنیادی شرط ہے۔ خاکے میں کسی شخصیت کے نقوش اس طرح ابھارے جاتے ہیں کہ اس کی خوبیاں اور خامیاں اُجاگر ہو جاتی ہیں اور ایک جیتی جاگتی تصویر قاری کے پیش نظر ہو جاتی ہے۔

خاکہ نہ سیرت نگاری ہے نہ سوانح عمری۔ یہ کسی دل آویز شخصیت کی دھندلی سے تصویر ہے اس میں نہ اس کی زندگی کے اہم واقعات کی گنجائش ہے نہ خاص تاریخوں کی اور نہ زیادہ تفصیل کی۔ مصنف سے کسی شخص میں کچھ قابلِ ذکر خصوصیات دیکھی ہوں اور وہ انہیں دلچسپ انداز سے بیان کر دے تو یہی خاکہ ہے۔ اُردو خاکہ نگاری کا باقاعدہ آغاز مرزا فرحت اللہ بیگ (1883 - 1947ء) سے ہوا۔ انہوں نے نذیر احمد کا خاکہ لکھ کر اُردو میں خاکہ نگاری کی بنیاد ڈالی۔ اس کے علاوہ انہوں نے کئی اور خاکے بھی لکھے۔ مولوی عبدالحق نے بھی اس طرف توجہ کی۔

عصمت چغتائی اور منٹو نے بھی بہت اچھے خاکے لکھے۔ اعجاز حسین، شوکت تھانوی، شاہد احمد دہلوی بھی اہم خاکہ نگار ہیں۔ محمد طفیل اور مشتاق احمد یوسفی کے لکھے ہوئے خاکے بہت جاذب نظر ہیں۔ نثری اصناف میں خاکہ نگاری بہت مقبول ہے لہ یہ صنف برابر ترقی کرتی رہے گی۔

Scanned with CamScanner

مرزا فرحت اللہ بیگ

مرزا فرحت اللہ بیگ دہلی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مکتب میں حاصل کرنے کے بعد انہوں نے 1905ء میں ہندو کالج سے بی۔ اے پاس کیا۔ 1907ء میں وہ حیدر آباد گئے اور مختلف ملازمتوں پر مامور رہے۔ ترقی کرتے کرتے اسٹنٹ ہوم سیکرٹری کے عہدے تک پہنچے۔ 1919ء میں انہوں نے پہلا مضمون رسالہ "افادہ آگرہ" میں لکھا اور 1923ء سے باقاعدہ مضامین لکھنے لگے۔ انہوں نے تنقید، افسانہ، سوانح حیات، معاشرت اور اخلاقیات پر موضوع پر کچھ لکھا اور اچھا لکھا لیکن ان کے مزاحیہ مضامین سب سے زیادہ کامیاب ہوئے۔ حیدرآباد میں 1947ء میں آپ انتقال کر گئے۔

مرزا فرحت اللہ بیگ کے مضامین ست جلدوں میں مضامینِ فرحت کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔ نظموں کا مجموعہ میری شاعری کے نام سب چھپ چکا ہے اس میں بھی مزاحیہ رنگ نمایاں ہے ہنسنے اور ہسانے کا کوئی اصول مقرر نہیں ہو سکتا۔ تمام مزاح نگار اپنا انداز جدا رکھتے ہیں۔ مرزا فرحت اللہ بیگ کا بھی ایک مخصوص رنگ ہے۔ جسے عظمت اللہ بیگ نے "خوش مذاقی" کہا ہے۔ خوش مذاقی میں قہقے کے مواقع اور تبسم کے زیادہ ملتے ہیں۔ ان کے یہاں ایسا اسباط ملتا ہے جیسے دیرپا کہا جا سکتا ہے۔

سوالات:

سوال:۔ نذیر احمد کی شخصیت کے دلچسپ پہلوؤں کو اپنے الفاظ میں لکھئے۔

جواب:۔ نذیر احمد کی شخصیت پہلو وار واقع ہوتی ہے۔ اس خاکے میں اُن کے حلیہ، (قد و قامت) ڈیل ڈول اور خوبیوں وخامیوں کو اس طرح پیش کیا گیا ہیں کہ نذیر احمد کی شخصیت نہ تو فرشتے کی شکل میں ہمارے سامنے اُجاگر ہوتی ہیں اور نہ ہی اُن کی شخصیت مسخ (بے ہودہ) نظر آتی ہیں۔ نذیر احمد ایک سیدھے سادے اور شریف النفس انسان تھے۔ اُن کی ذہانت اور لیاقت نے انہیں ایک دلچسپ شخصیت کے روپ میں پیش کیا ہے۔

سوال:۔ نذیر احمد اپنے بچپن کے کن واقعات کو لطف لے کر بیان کیا ہے۔ بتائیے۔

جواب:۔ مولوی نذیر احمد نے اپنے بچپن کے دو اہم واقعات کو لطف لے کر بیان کیا ہے ایک تو وہ جب نذیر احمد کھانا جمع کرنے کے لئے ڈپٹی عبدالحامد کے گھر جاتے تھے اور وہاں اُن کی لڑکی نذیر احمد ہاتھ روکتے تھے۔ تو وہ لڑکی اُس کی انگلیوں پر بٹارے مارتی تھی۔ دوسرا واقع دلی کالج کا ہے جب انکے دفعہ مفتی صدر الدین طلبہ کا امتحان کرنے کے لئے آئے تھے اور طلباء کی بڑی بھیڑ لگی ہوئی تھی۔ نذیر احمد لکھتے ہیں کہ میں چونکہ چھوٹے قد کا تھا لہذا لوگوں کی ٹانگوں میں سے گھس گما کر کھڑے ہوکے دروازے تک پہنچا اور جب مفتی صاحب کو حاجت کے لئے کمرے سے باہر جانا چاہتے تھے تو چپراسیوں نے جب راستہ صاف کرنا شروع کیا

تو وہ لوگوں کو دم کیل رہے تھے برآمدے میں چونکہ سنگ مرمر بچھی ہوئی تھی جس پر سے میرا پاؤں پھسلا اور میں دھم سے فرش پر گر گیا۔

سوال:۔ نذیر احمد کے ساتھ پڑھنے والوں میں کون کون سے ادیب شامل تھے؟

جواب:۔ نذیر احمد کے ساتھ پڑھنے والوں میں سر سید احمد خان فارسی کی جماعت میں ذکاء اللہ، حساب کی جماعت میں اور پیارے لال انگریزی کی جماعت میں پڑھتے تھے۔

سوال:۔ نذیر احمد نے آج کی تعلیم کی کون کون سے خامیاں بتائی ہیں؟

جواب:۔ مولوی نذیر احمد نے آج کل کی تعلیم کی بہت سی خامیاں بتائی ہے وہ لکھتے ہیں کہ آج کل پڑھاتے نہیں لادتے ہیں جس کا نتیجہ ہوتا ہیں کہ آج پڑھتے تو کل بھول گئے۔ علاوہ ازیں نذیر احمد کہتے ہیں کہ آج کل ایک سے زیادہ مضمون پڑھاتے ہیں لیکن مہارت ایک میں بھی حاصل نہیں ہو پاتی۔ نذیر احمد نے آج کل کی تعلیم کو اس جماعت کے ساتھ تشبیہ دی ہیں جس میں گارے کا بھی ڈلا اینٹ ٹھیکریاں بھی گھسیڑ دی ہیں مٹی بھی ہے پتھر بھی ہیں کنکر چونا اور اینٹ بھی ہیں لیکن ایک دھکا لگا نہیں کہ اڑا اڑا دھم گر جاتی ہے۔

سوال:۔ اس سبق میں جہاں مزاحیہ انداز اختیار کیا گیا ہے اس کی نشاندہی کیجئے۔

جواب:۔ اس خاکہ میں بہت ساری جگہ مزاحیہ انداز اختیار کیا گیا ہے مثلاً نذیر احمد کے حلیے کو لیکر کہ اُن کا قد چھوٹا تھا اس کی بھرپائی کرنے کے لئے وہ اونچی ترکی ٹوپی پہنتے تھے اور اُن کا پیٹ اتنا باہر نکلا تھا کہ تہہ بند باندھنا مشکل ہوتا تھا۔ اُن کے بال اور داڑھی جھڑ چکے تھے اُن کا منہ کافی بڑا تھا اور آواز بھی کافی بھاری تھی اور وہ واقع جب وہ کھانا جمع کرنے کے لئے ڈپٹی عبدالحامد کے گھر جاتا تھا وہاں اُن کی لڑکی اس سے مسالے پسواتی تھی اور جب وہ دہلی کالج میں دھم سے فرش پر گر جاتے ہیں۔ چکلے

Scanned with CamScanner